از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:24نومبر1958

داودیال

بنام

دی سٹیٹ آف اترپردیش

(وینکٹاراماائر، پی بی گجیندرگڈکر اور اے کے سرکار، جسٹس صاحبان)

فوجداری مقدمہ-جعلی تجارتی نشان-قانونی چارہ جوئی کے لیے ایک سال کی حد-استغاثہ، جب شروع ہوتا ہے-آیا شکایت درج کرنے پر ہو یا اجراء کاروائی پر-انڈین مرچنڈائز مارکس ایکٹ،1889(4،سال1889)،دفعہ 15۔

26اپریل1954کو اپیل کنندہ کو تعزیرات ہند کی دفعات 420، 482، 483، 485اور486 کے تحت جرائم کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور اس کے پاس سے جعلی نشانات تجارت رکھنے والی بیڑیاں ضبط کی گئیں۔اس پر اپیل کنندہ کے خلاف 26 مئی کو شکایت درج کی گئی تھی کہ اس کے پاس جعلی بیڑیاں، ریپر اور لیبل موجود ہیں۔تفتیش کے بعد، پولیس نے 30 ستمبر 1954 کو فرد جُرم پیش کی، اور اپیل کنندہ کو22جولائی 1955 کو سمن بھیجنے کا حکم دیا گیا۔اپیل کنندہ نے مجسٹریٹ کے سامنے ابتدائی اعتراض اٹھایا کہ کارروائی کو بھارتیہ مرچنڈائز مارکس ایکٹ کی دفعہ 15 کے ذریعے روک دیا گیا تھا۔انہوں نے دعوی کیا کہ یہ جرم 26اپریل 1954 کو دریافت ہوا تھا، جب انہیں گرفتار کیا گیا تھا اور 22جولائی 1954 کو ان کے خلاف کارروائی کے معاملے کے ساتھ شروع ہونے والا استغاثہ دفعہ 15 کے ذریعہ فراہم کردہ ایک سال کی مدت سے زیادہ تھا۔

قرار پایا گیا کہ استغاثہ کو دفعہ 15 کے ذریعے روکا نہیں گیا تھا کیونکہ استغاثہ شکایت کی پیشکش پر شروع ہوا تھا جو جرم کے دریافت ہونے کے ایک سال کے اندر تھی نہ کہ عمل کے جاری ہونے پر۔یہ طے شدہ قانون ہے کہ جب تک کہ قانون میں اس کے برعکس کچھ نہ ہو، جب کوئی نجی شکایت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پیش کی جاتی ہے تو یہ اسے پیش کرنے کی تاریخ ہوتی ہے جو استغاثہ کے آغاز کی نشاندہی کرتی ہے۔ حد بندی کی مدت کا مقصد مستغیث کے خلاف کام کرنا ہے نہ کہ عدالت کے خلاف۔ یہ قانون کے مقصد کو شکست دے گا اور تاجروں کو قانون کے تحفظ سے محروم کر دے گا اگر یہ قرار پایا گیا کہ شکایت کو خارج کر دیا جائے جب تک کہ جرم کی دریافت کے ایک سال کے اندر کارروائی جاری نہ کی جائے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 118، سال 1958۔

فوجداری ترمیم نمبر 1594، سال 1956 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے 14 مئی 1958 کے فیصلے اور حکم سے اپیل، جو فوجداری ترمیم نمبر 13، سال 1956 میں کانپور میں ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوا تھا۔

سی پی لال، اپیل کنندہ کے لیے۔

گوپی ناتھ دکشت، مدعا علیہ کے لیے۔

24.1958 نومبر۔

عدالت کا فیصلہ وینکٹاراما ائر، جسٹس نے دیا۔

وینکٹاراما ائر، جسٹس- اس اپیل کی طرف لے جانے والے حقائق یہ ہیں: 26 اپریل 1954 کو، اپیل کنندہ کو سماؤ پولیس نے تعزیرات ہند کی دفعات 420، 482، 483، 485 اور 486 کے تحت اس الزام پر جرائم کے الزام میں گرفتار کیا تھا کہ اس کے پاس 'چاند چھاپ بیڑی کے 25 پیکٹ تھے، جن پر مبینہ طور پر جعلی نشانات تجارت تھے۔ 26 مئی 1954 کو، ایک ہریش چندر جین میسرس موہن لال ہر گووند داس کی طرف سے کام کر رہے تھے نے ایک شکایت درج کی جس میں الزام لگایا گیا کہ اپیل کنندہ کے پاس جعلی بیڑیاں، ریپر اور لیبل موجود ہیں اور دعا کی گئی ہے کہ مذکورہ بالا دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا جائے اور تفتیش کی جائے۔ اس پر مجسٹریٹ نے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا:

"ایس او سیساماؤ، براہ کرم تفتیش کریں اور مقدمہ درج کریں۔"

تفتیش کے بعد، پولیس نے 30 ستمبر 1954 کو اپنی فرد قرار داد جرم پیش کی، اور اپیل کنندہ کو 22 جولائی 1955 کو سمن بھیجنے کا حکم دیا گیا۔ 17 ستمبر 1955 کو اپیل کنندہ نے مجسٹریٹ کے سامنے ایک درخواست دائر کی جس میں اس نے ابتدائی اعتراض اٹھایا کہ کارروائی کو بھارتیہ مرچنڈائز مارکس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

ایکٹ 1889 (4، سال 1889) کی دفعہ 15 کے ذریعے روک دیا گیا تھا، جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے۔ یہ دفعہ فراہم کرتا ہے:

"پچھلی دفعہ میں مذکور کوئی بھی مقدمہ جرم کے ارتکاب کے بعد اگلے تین سال کی میعاد ختم ہونے کے بعد، یا وکیل کی طرف سے اس کی پہلی دریافت کے ایک سال بعد، جو بھی میعاد پہلے ختم ہو، شروع نہیں کیا جائے گا۔

اپیل کنندہ دلیل یہ تھی کہ جرم 26 اپریل 1954 کو دریافت ہوا تھا، جب اسے گرفتار کیا گیا تھا اور سامان ضبط کیا گیا تھا، اور اس کے نتیجے میں، 22 جولائی 1955 کو کارروائی کا مسئلہ، ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت فراہم کردہ ایک سال کی مدت سے باہر تھا، اور اس لیے کارروائی کو حد سے روک کر کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔ مجسٹریٹ نے اس دلیل کو خارج کر دیا، اور اس حکم کے خلاف ایڈیشنل سیشن جج، کانپور کو پیش کی گئی نظر ثانی کی درخواست کا بھی یہی انجام تھا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے الہ آباد عدالت عالیہ میں مزید نظر ثانی کی درخواست دائر کی، جو کہ فوجداری نظر ثانی نمبر 1594، سال 1956 تھی، اور جیمز اور ٹکرو، جسٹس صاحبان پر مشتمل بنچ نے اسی طرح کی دیگر نظر ثانی کی درخواستوں کے ساتھ اس کی سماعت کی۔ 13 مئی 1958 کے اپنے فیصلے کے ذریعے، ججوں نے فیصلہ دیا کہ 26 مئی 1954 کو شکایت پیش کیے جانے کے بعد استغاثہ کا آغاز ہوا، اور چونکہ انکشاف 26 اپریل 1954 کو ہوا تھا، اس لیے ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت کارروائی وقت کے اندر تھی۔ اٹھائے گئے سوال کی اہمیت کے پیش نظر، انہوں نے آئین کے آرٹیکل 134(1)(c) کے تحت اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت دے دی، اور اسی طرح معاملہ ہمارے سامنے آتا ہے۔

فیصلے کا مقصد یہ ہے کہ قانون کی دفعہ 15 کے مقاصد کے لیے استغاثہ کب شروع ہوتا ہے، چاہے وہ شکایت کو ترجیح دینے کی تاریخ پر ہو، یا اس پر عمل کب جاری کیا جاتا ہے؟ اس قانون میں "استغاثہ" کا لفظ بیان نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی اس میں اس سوال سے متعلق کوئی شق موجود ہے۔ اب، قانون کے تحت اور قانونی نسخوں کے علاوہ، ایک استغاثہ شروع ہوتا ہے، جہاں یہ نجی پراسیکیوٹر کے کہنے پر ہوتا ہے، جب شکایت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ موقف ہالسبری کے انگلینڈ کے قوانین، جلد X، تیسرا ایڈیشن، صفحہ 340، پیرا 630 میں بیان کیا گیا ہے:

" فوجداری مقدمات، سوائے اس کے کہ جہاں اس کے برعکس توضیعات ہوں، جرم کے ارتکاب کے بعد کسی بھی وقت شروع کیے جاسکتے ہیں۔ استغاثہ اس وقت شروع کیا جاتا ہے، جب کسی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جسٹس کے سامنے کوئی معلومات پیش کی جاتی ہے، یا، اگر کوئی معلومات نہیں ہے، جب ملزم کو الزام کا جواب دینے کے لیے جسٹس کے سامنے لایا جاتا ہے، یا، اگر جسٹس کے سامنے کوئی ابتدائی جانچ نہیں ہوتی ہے، جب فرد جرم کو ترجیح دی جاتی ہے۔"

وہاں مزید کہا گیا ہے کہ مختلف قوانین مختلف مدت کی حدود فراہم کرتے ہیں جس کے اندر جرم کے ارتکاب کے بعد مقدمہ چلایا جا سکتا ہے، اور یہ کہ تین سال وہ مدت ہے جو مرچنڈائز مارکس ایکٹ، 1887 کے تحت کسی جرم کے لیے فراہم کی گئی ہے، جو بھارتیہ مرچنڈائز مارکس ایکٹ، 1889 سے مطابقت رکھتی ہے۔لہٰذا یہ طے شدہ قانون ہے کہ جب تک کہ قانون میں اس کے برعکس کچھ نہ ہو، جب کوئی نجی شکایت پیش کی جاتی ہے تو یہ اسے پیش کرنے کی تاریخ ہوتی ہے جو استغاثہ کے آغاز کی نشاندہی کرتی ہے۔

اب، ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت استغاثہ کی نوعیت کیا ہے؟اس سلسلے میں دفعات 13 اور 14 کا حوالہ دینا متعلقہ ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

دفعہ 13 "سمندر کے ذریعے بھارت میں لائے گئے سامان کی صورت میں، ترسیل کی بندرگاہ کا ثبوت، اس ایکٹ یا سی کسٹمز ایکٹ 1878 کی دفعہ 18 کے خلاف کسی جرم کے لیے قانونی چارہ جوئی میں، جیسا کہ اس ایکٹ کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے، پہلی نظر میں اس جگہ یا ملک کا ثبوت ہو گا جس میں سامان بنایا گیا تھا یا تیار کیا گیا تھا۔"

دفعہ 14 (1):"اس طرح کے کسی بھی استغاثہ پر جیسا کہ آخری سابقہ دفعات میں ذکر کیا گیا ہے یا بھارتیہ تعزیرات ہند کی کسی بھی دفعہ کے خلاف کسی جرم کے لیے کسی استغاثہ پر، جیسا کہ اس ایکٹ کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے، جو تجارت، جائیداد اور دیگر نشانات سے متعلق ہے، عدالت مدعا علیہ کے ذریعے مدعا علیہ کو یا مدعا علیہ کے ذریعے مدعا علیہ کو ادا کیے جانے والے اخراجات کا حکم دے سکتی ہے، بالترتیب مدعا علیہ اور سرکاری وکیل کے ذریعے دی گئی معلومات اور طرز عمل کو مد نظر رکھتے ہوئے۔

(2) اس طرح کے اخراجات عدالت میں درخواست کرنے پر اس طرح وصول کیے جا سکیں گے جیسے وہ ٹھیک ہوں۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

مذکورہ بالا توضیعات کا مقصد ان افراد کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے جو مختلف نشانات تجارت کے ساتھ سامان تیار اور فروخت کرتے ہیں، دوسرے افراد کے حملے کے خلاف جو اپنے سامان کو دھوکہ دہی سے اور جعلی نشانات تجارت کے ساتھ منتقل کرتے ہیں جیسا کہ مینوفیکچررز کے ہیں: عام طور پر، اس طرح کی خلاف ورزی کی داد رسائی سول عدالتوں میں کارروائی کے ذریعے ہوگا۔ لیکن اس تاخیر کے پیش نظر جو سول کارروائی کے لیے اتفاقی ہے اور اس بڑی ناانصاف کے نتیجے میں اگر مینوفیکچررز کے حقوق کو فوری طور پر تحفظ فراہم نہیں کیا گیا تو قانون انہیں یہ حق دیتا ہے کہ وہ اس معاملے کو فوجداری عدالتوں کے سامنے لے جائیں، اور مجرموں کے خلاف قانونی کارروائی کریں، تاکہ وہ اپنے حقوق کو مؤثر طریقے سے اور تیزی سے ثابت کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت شکایت کو ترجیح دینے کے لیے ایک مختصر مدت کی حد فراہم کی گئی ہے، اور مستغیث کو یا اس کے ذریعے کارروائی کے اخراجات کے ایوارڈ کے لیے بھی ایک خصوصی التزام ہے۔

روپیل بنام پونوسوامی تیوان ([1]) میں، سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا مستغیث کی طرف سے 1898 میں فروخت شدہ سامان کے سلسلے میں مقدمہ چلایا گیا تھا اور جس پر 1893 میں جعلی تجارتی نشان ہونے کا الزام لگایا گیا تھا وہ وقت پر تھا۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے کہ اسے ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت روک دیا گیا تھا، عدالت نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

"مرچنڈائز مارکس ایکٹ IV، سال 1889 کی دفعہ 15 یہ نافذ کرتی ہے کہ سرکاری وکیل کے ذریعے جرم کی پہلی دریافت کے ایک سال کی میعاد ختم ہونے کے بعد موجودہ جیسا کوئی مقدمہ شروع نہیں کیا جائے گا۔ اس حد بندی کی وجہ واضح ہے۔

عام طور پر نشانات تجارت کی خلاف ورزی مجرمانہ غلطی کے بجائے دیوانی ہوتی ہے، لیکن چونکہ دیوانی کارروائی کو کسی نتیجے پر پہنچانے کے لیے زیادہ وقت اور اخراجات کی ضرورت پڑ سکتی ہے، اس لیے قانون ساز نے تاجروں کی حفاظت کے لیے اپنی بے چینی میں فوجداری عدالتوں کا سہارا لینے کی اجازت دی ہے تاکہ ایسے معاملات میں فوری علاج فراہم کیا جا سکے جہاں متاثرہ فریق مستعد ہے اور اپنے طرز عمل سے یہ ظاہر نہیں کرتا کہ معاملہ فوری نہیں ہے۔ اگر، اس لیے، متاثرہ شخص جرم کے اپنے علم میں آنے کے ایک سال کے اندر فوجداری عدالتوں کا سہارا لینے میں ناکام رہتا ہے، تو قانون یہ فرض کرتا ہے کہ معاملہ فوری نہیں ہے، اور یہ حکم امتناعی کی کارروائی کے ذریعے اسے دیوانی داد رسائی پر چھوڑ دیتا ہے۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ دیکھا جائے گا کہ اگر مستغیث کو ایکٹ کے تحت کارروائی کا فائدہ حاصل کرنا ہے تو اسے جرم کے دریافت ہونے کے ایک سال کے اندر عدالت کا سہارا لینا ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شکایت اس طرح کی دریافت کے ایک سال کے اندر پیش کی جاتی ہے، تو دفعہ 15 کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حد بندی کی مدت کا مقصد مستغیث کے خلاف کارروائی کرنا اور اس کے حقوق پر مقدمہ چلانے میں اس کی طرف سے مستعدی کو یقینی بنانا ہے، نہ کہ عدالت کے خلاف۔ اب، یہ قانون سازی کے مقصد کو شکست دے گا اور تاجروں کو اس تحفظ سے محروم کر دے گا جو قانون انہیں دینے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر ہم یہ مانتے ہیں کہ جب تک کہ جرم کے دریافت ہونے کے ایک سال کے اندر ان کی شکایت پر کارروائی جاری نہیں کی جاتی، اسے باہر نکال دیا جانا چاہیے۔ یہ قانون کی ایک بدقسمت حالت ہوگی اگر وہ تاجر جس کے حقوق کی خلاف ورزی ہوئی تھی اور جو فوجداری عدالت کے سامنے فوری طور پر معاملہ اٹھاتا ہے، اس کے باوجود، عدالت میں ہونے والے عمل کے معاملے میں تاخیر کی وجہ سے ازالہ سے انکار کر دیا جاتا ہے۔

اپیل کنندہ بعض فیصلوں پر انحصار کرتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ استغاثہ صرف اس وقت شروع ہونا چاہیے جب عمل جاری کیا جائے نہ کہ جب شکایت درج کی جائے۔ شیخ میران صاحب بنام رتناویلو مدالی ([1])، ڈی روزاریو بنام گلاب چند آنندجی ([2]) اور گولپ جان بنام بھولا ناتھ کھیٹری ([3]) میں درخواست گزار کی طرف سے حوالہ دیا گیا، سوال یہ تھا کہ کیا بدنیتی پر مبنی استغاثہ کے لیے ہرجانے کی کارروائی ہوگی جب شکایت مدعی کو نوٹس دیے بغیر خارج کر دی گئی تھی۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ مدعی پر مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا جب تک کہ اس پر کارروائی جاری نہ کی جائے اور یہ کہ جہاں شکایت کو اس طرح کے عمل کو جاری کیے بغیر خارج کر دیا گیا، وہاں کوئی مقدمہ نہیں چلایا گیا اور اس طرح کے مقدمے کے سلسلے میں ہرجانے کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ ان فیصلوں کا موجودہ سوال پر کوئی اثر نہیں ہے۔ بدنیتی پر مبنی استغاثہ کے نقصانات کے مقدمات میں، فیصلہ کیے جانے والے نکات میں سے ایک یہ ہے کہ آیا درحقیقت مدعی پر مقدمہ چلایا گیا تھا؛ اور اگر وہ تھا، تو اس بارے میں کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا کہ استغاثہ کب شروع ہوا۔ دوسری طرف، ایکٹ کے تحت استغاثہ میں فیصلہ کرنے کا نقطہ یہ نہیں ہے کہ آیا مقدمہ چلایا گیا تھا بلکہ یہ کب قائم کیا گیا تھا؛ اور یہ سوال کہ آیا مقدمہ چلایا گیا تھا یا نہیں، اس کے لیے مکمل طور پر غیر ملکی ہوگا۔ درحقیقت، بدنیتی پر مبنی استغاثہ کے لیے ہرجانے کی کارروائی میں، جب یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مقدمہ چلایا گیا تھا، تو اسے مناسب طریقے سے اس وقت شروع کیا جا سکتا تھا جب شکایت درج کی گئی تھی نہ کہ جب عمل جاری

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کیا گیا تھا۔ صفحہ 884 پر گولپ جان بمقابلہ بھولا ناتھ کھیٹری ([2]) میں بحث کے دوران بذریعہ ووڈروف، جسٹس کے مشاہدات ۔ شیخ میراں صاحب بمقابلہ رتناویلو مدلی ([1])، ڈی روزاریو بمقابلہ گلاب چند انو دجی ([3]) اور گولپ جان بمقابلہ بھولناتھ کھتری ([2]) کے فیصلے اس معاملے پر کوئی روشنی نہیں ڈالتے ہیں جو ابھی زیر غور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ محمد امین بمقابلہ جوگندر کمار بنرجی ([4]) میں پریوی کونسل کے حالیہ فیصلے کی روشنی میں ان فیصلوں پر دوبارہ غور کرنا پڑے، جس میں یہ مشاہدہ کیا گیا تھا:

"جائزے یہ نہیں ہے کہ آیا فوجداری کارروائی اس مرحلے پر پہنچ گئی ہے جس پر انہیں استغاثہ کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے؛ جائزہ یہ ہے کہ آیا ایسی کارروائی اس مرحلے پر پہنچ گئی ہے جس پر مدعی کو نقصان پہنچا ہے۔"

دی لا آف ٹورٹس، چوتھا ایڈیشن، صفحہ 318 پر راماسوامی آئیر کو بھی دیکھیں۔

آر آر چڑی بنام ریاست اتر پردیش ([1]) کے فیصلے پر اپیل کنندہ نے انحصار کیا کیونکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ جب تک عمل جاری نہیں کیا گیا، کوئی مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ وہاں، اپیل کنندہ کے خلاف انسداد رشوت ستانی ایکٹ نمبر 2، سال 1947 کی توضیعات کے تحت کارروائی کی گئی۔ کانپور کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے 22 اکتوبر 1947 کو ان کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا۔ اس کے بعد 6 دسمبر 1948 کو استغاثہ نے ایکٹ کے تحت ضروری منظوری حاصل کی۔ اپیل کنندہ دلیل یہ تھی کہ اس کے خلاف استغاثہ 22 اکتوبر 1947 کو قائم کیا جانا چاہیے، جب اسے گرفتار کیا گیا تھا، کہ چونکہ اس وقت اس کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے کوئی منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی، اس لیے کارروائی غلط تھی، اور یہ کہ 6 دسمبر 1948 کو بعد میں منظوری حاصل کرنے سے اس عیب کو ٹھیک نہیں کیا گیا تھا۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ انسداد رشوت ستانی ایکٹ کی خصوصی توضیعات کے تحت، پولیس کو اپیل کنندہ کو تحقیقات کے التوا میں گرفتار کرنے کا اختیار حاصل ہے اور یہ سب 22 اکتوبر 1947 کے ڈپٹی مجسٹریٹ کے حکم کا اثر تھا، اور اس لیے گرفتاری کی تاریخ پر کوئی مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ لیکن یہاں، ہم ایک نجی شکایت سے نمٹ رہے ہیں، اور جیسا کہ رپورٹ کے صفحہ 315 پر بتایا گیا ہے، فوجداری ضابطہ اخلاق کی دفعہ 190 (1)(a) ایسے معاملات پر لاگو ہو گی، اور مجسٹریٹ کو شکایت موصول ہونے پر نوٹس لیا ہونا چاہیے۔ یہ فیصلہ، ہماری رائے میں، اپیل گزار کی مدد نہیں کرتا؛ اور نہ ہی گوپال مارواڑی بنام دی کنگ ایمپرر ([2]) میں فیصلہ کرتا ہے۔ وہاں، فوجداری ضابطہ اخلاق دفعات 200 اور 202 پر غور کرتے ہوئے، فاضل ججوں نے مشاہدہ کیا کہ مجسٹریٹ کے سامنے کارروائی شروع کرنے اور اس کے نوٹس لینے کے درمیان فرق ہے۔ یہ کہنا کافی ہے کہ یہ وہ سوال نہیں ہے جس کا ہمیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہاں فیصلہ کرنا ہے، اور ایکٹ کی دفعہ 15 کی زبان پر، جس سے ہم اس اپیل میں فکر مند ہیں، صرف اتنا درکار ہے کہ ایک نجی وکیل جرم کے دریافت ہونے کے ایک سال کے اندر اپنی شکایت کو ترجیح دے، اور اگر ایسا کیا جاتا ہے تو اس دفعہ کے تحت بار لاگو نہیں ہو سکتا۔ ہم عدالت کے فاضل ججوں کے اس فیصلے سے اتفاق کرتے ہیں کہ ایکٹ کی دفعہ 15 کے ذریعے کارروائی میں رکاوٹ نہیں ہے۔

اس کے مطابق یہ اپیل خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document